132976 ـ عقد نكاح كے بعد اللہ كى وجود ميں شك كيا تو كيا تجديد نكاح لازمى ہے ؟

سوال

مجھے علم ہے كہ خالق كے وجود ميں شك كرنا دائرہ اسلام سے خارج كر ديتا ہے، ماضى ميں مجھے مشكل حالات سے گزرنا پڑا ان ايام ميں شيطان مجھ پر حاوى ہوگيا اور ميں نے اپنے آپ كو شبہات كے سپرد كر ديا، حتى كہ ايك يا دو روز تو اللہ خالق الملك كے وجود اور الحاد ميں سوچ و بچار كرتا رہا، اور مجھے شك ہوا، اب ميں اس عمل سے توبہ كرتا ہوں اور اللہ سے اميد ركھتا ہوں كہ وہ مجھے معاف فرمائيگا، اس كے بعد ميں نے كلمہ بھى پڑھ ليا ليكن غسل نہيں كيا تھا.
اب شيطان مجھے دو قسم كے وسوسے ڈال رہا ہے: پہلا يہ كہ كلمہ پڑھنے سے قبل ميں نے غسل نہيں كيا تھا.
اور دوسرا يہ كہ: اس وقت ميں نے عقد نكاح كيا تھا، ليكن كلمہ پڑھنے كے بعد عقد نكاح كى تجديد نہيں كى، كيا ميرے اس عمل سے نكاح فسخ تو نہيں ہوا، اور كيا مجھے تجديد نكاح كرنا ہو گا ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

اللہ خالق كے وجود ميں شك كرنا كفر اور دين اسلام سے ارتداد ہے، ليكن اگر يہ عارضى وسوسہ ہو اور دل ميں گھر نہ كرے بلكہ انسان اسے دور كرنے كى كوشش كرے اور ناپسند كرتا ہو تو پھر ايسا نہيں، اس كا تفصيلى بيان سوال نمبر (131277) كے جواب ميں گزر چكا ہے.

ليكن سائل كا يہ كہنا كہ: شك مجھ پر سوار ہو گيا يہ اس كے مرتد ہونے كى دليل ہے، اللہ اس سے محفوظ ركھے.

اور جب وہ توبہ كر كے دين اسلام ميں واپس پلٹ آيا ہے تو ہم اللہ تعالى سے دعا كرتے ہيں كہ وہ اس كى توبہ قبول فرمائے، اور اس كے گناہ معاف كر دے، اللہ سبحانہ و تعالى توبہ كرنے والوں كى توبہ قبول فرماتا ہے، اور بخشش طلب كرنے والوں كے گناہ بخشنے والا ہے.

جيسا كہ اللہ سبحانہ و تعالى كا فرمان ہے:

اور بے شك ميں يقينا اس كو بہت بخشنے والا ہوں جو توبہ كرے اورايمان لائے، اور نيك عمل كرے، پھر سيدھے راستے پر چلے طہ (82).

اور ایك دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالی ہے:

ان لوگوں سےکہہ دیجئے جنہوں نے کفر کیا،اگر وہ باز آ جائیں تو جو کچھ گزر چکا انہیں بخش دیا جائیگا الانفال (38).

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن عاص رضی اللہ تعالی عنہ کو فرمایا تھا:

" کیا تمہیں علم نہیں کہ اسلام اپنے سے پہلے گناہوں کو ختم کر دیتا ہے "

صحیح مسلم حدیث نمبر (121) مسند احمد حدیث نمبر (17372).

دوم:

اگر آپ نے شك کے عرصہ میں عقد نکاح کیا تھا تو آپ کے لیے تجدید نکاح لازم ہے؛ کیونکہ کافر یا مرتد شخص کا کسی مسلمان عورت سے نکاح جائز نہیں، لیکن اگر عقد نکاح کے بعد شك ہوا ہو تو اس میں درج ذیل تفصیل ہے:

ا ـ اگر دخول و رخصتی سے قبل تھا تو نکاح فسخ ہو گیا اور آپ کے لیے تجدید نکاح لازم ہے، اور اسے طلاق شمار نہیں کیا جائیگا، بلکہ یہ فسخ نکاح ہے.

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" جب خاوند اور بیوی میں دخول سے قبل کوئی ایك مرتد ہو جائے تو عام اہل علم کے قول کے مطابق نکاح فسخ ہو جائیگا " انتہی مختصرا

دیکھیں: المغنی (7 / 133).

ب ـ اور اگر رخصتی و دخول کے بعد شك پیدا ہوا تو عدت پوری ہونے تك علیحدگی متوقف ہوگی، لہذا اگر توبہ کر کے دین اسلام میں داخل ہو جائے تو نکاح باقی رہےگا، لیکن اگر دین اسلام میں واپس آنے سے قبل عدت ختم ہو جائے تو پھر نکاح فسخ ہو جائیگا، حنابلہ اور شافعیہ کا مسلك یہی ہے.

اور باقی فقہاء کے ہاں مرتد ہوتے ہی نکاح فسخ ہو جائیگا.

اور تیسرا قول یہ ہے کہ: عدت ختم ہونے کے بعد عورت اپنے آپ کی مالك ہے، اسے کسی دوسرے سے نکاح کرنے کا حق حاصل ہے، اور اسے صبر کرتے ہوئے انتظار کا بھی حق ہے کہ ہو سکتا ہے وہ اسلام قبول کر لے، اور اس طرح وہ پہلے نکاح سے ہی اس کے پاس جا سکتی ہے، شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد ابن قیم نے یہی قول

اختیار کیا ہے، اور معاصر علماء کرام میں سے شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے اسے راجح قرار دیا ہے.

مزید تفصیل کے لیے آپ سوال نمبر (21690) کے جواب کا مطالعہ کریں.

اگر حیض والی عورت ہو تو اس کی عدت تین حیض ہے.

عقد نکاح کا طریقہ یہ ہے کہ: عورت کا ولی دو گواہوں کی موجودگی میں کہے: میں نے اپنی فلاں بیٹی یا بہن کا نکاح تیرے ساتھ کیا، اور آپ کہیں: میں نے قبول کیا.

سوم:

کافر کے اسلام قبول کرنے کے بعد غسل کے وجوب میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے، اور احتیاط اسی میں ہے کہ غسل کرے.

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" جب کافر مسلمان ہو جائے تو اس پر غسل کرنا واجب ہے، چاہے اصلی کافر ہو یا مرتد ہوا ہو، اسلام قبول کرنے سے قبل غسل کیا ہو یا غسل نہ کیا ہو، کفر کے عرصہ میں کوئی ایسی چیز پائی گئی ہو جس سے غسل واجب ہوتا ہے یا نہ پائی گئی ہو، امام مالك اور ابو ثور اور ابن منذر کا یہی مسلك ہے.... لیکن ابو حنیفہ رحمہ اللہ اس پر کسی بھی حالت میں غسل واجب نہیں کرتے..

ہماری دلیل قیس بن عاصم رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث ہے، میں نبی کریم صلی اللہ علیہ کے پاس آیا اور میں اسلام قبول کرنا چاہتا تھا، چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پانی اور بیری کے ساتھ غسل کرنے کا حکم دیا "

اسے ابو داود اور نسائی نے روایت کیا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہاں حکم دینا یعنی امر وجوب کا تقاضا کرتا ہے " انتہی

دیکھیں: المغنی (1 / 132).

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" احوط یہی ہے کہ غسل کرے؛ کیونکہ اگر وہ غسل کر کے نماز ادا کرے تو سب اقوال کے مطابق اس کی نماز صحیح ہے، لیکن اگر وہ بغیر غسل کیے نماز ادا کرے تو اس کی نماز صحیح ہونے میں اہل علم کا اختلاف ہے "

الشرح الممتع (2 / 342).

اس بنا پر احتیاط اسی میں ہے کہ آپ غسل کر کے کلمہ پڑھیں، اور نکاح کے مسئلہ میں ہم نے جو تفصیل بیان کی ہے آپ اس پر عمل کریں.

واللہ اعلم .